مولانا عزیز زبیدی منڈی واربرٹن

اربعین ولی اللّٰہی

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی (ف ــــھ) نے مختصر چالیس حدیثوں کا ایک مجموعہ مرتب فرمایا تھا۔ اس کی خصوصیت یہ ہے کہ وہ سب حضرت علیؓ بن ابی طالب سے مروی ہیں اور بقول شاہ صاحب سب ایک ہی سند سے مروی ہیں۔ سند صحیح اور اس کے رجال ثقہ ہیں۔

کسی زمانہ میں مطبع مجتبائی دہلی نے (۵) اربعینیں مع ترجمہ شائع کی تھیں۔ ان میں سے ایک حضرت شاہ ولی اللہؒ کی اربعین بھی تھی۔ اس وقت راقم الحروف کے سامنے یہی مجموعہ ہے۔

ان احادیث کے الفاظ نہایت مختصر مگر معانی کا بحر ذخار ہیں۔ اگر کوئی چاہے تو انہیں یاد کر کے اپنی آخرت بنا سکتا ہے۔ اس لئے ذیل میں ہم انہی احادیث کو انہی کے سابقہ ترجمہ کے ساتھ مع مختصر تشریح آپ کی خدمت میں پیش کر رہے ہیں۔ الفاظ اور جزوی ترمیم کے ساتھ ترجمہ پہلا ہے۔ تشریح راقم الحروف کی طرف سے ہے۔

فرماتے ہیں:

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَمَّا بَعْدَ الْحَمْدِ وَالصَّلٰوۃِ فَهٰذِهٖ اَرْبَعُوْنَ حَدِیْثًا مُسْنَدَۃً بِالسَّنَدِ الصَّحِیْحِ اِلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَبَانِیْهَا یَسِیْرَۃٌ وَمَعَانِیْهَا کَثِیْرَۃٌ لِبَدْرِ سَمَاءِ رَاغِبُ خَیْرٍ رَجَاءَ اَنْ یَّدْخُلَ زُمْرَۃَ الْعُلَمَاءِ لِقَوْلِہٖ عَلَیْہِ التَّحِیَّۃُ وَالثَّنَاءُ مَنْ حَفِظَ عَلٰی اُمَّتِیْ اَرْبَعِیْنَ حَدِیْثًا فِیْ اَمْرِ دِیْنِهَا بَعَثَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی فَقِیْهًا وَکُنْتُ لَہٗ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ شَافِعًا وَشَهِیْدًا۔

حمد و صلوٰۃ کے بعد واضح ہو کہ یہ وہ چالیس حدیثیں ہیں کہ جو مستند ہیں سند صحیح سے، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تک کہ جن کے لفظ تھوڑے اور معانی بہت، تاکہ طالب خیر اس کی تدریس

کرے، اس امید سے کہ داخل ہو جاوے علماء کے زمرے ہیں، بموجب فرمانے رسولِ خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے کہ جس نے حفظ کرائیں میری امت کو چالیس حدیثیں ان کے دین کے بارے کی اٹھائیگا اللہ تعالیٰ اسے قیامت کے دن فقیہ اور رہیں قیامت کو اس کا شفاعت کرنے والا اور گواہ ہونگا۔

قَالَ الْفَقِیْرُ وَلِیُّ اللّٰہِ عُفِیَ عَنْہُ شَافَعَنِیْ اَبُو الطَّاھِرُ الْمَدَنِیُّ عَنْ اَبِیْہِ الشَّیْخِ اِبْرَاھِیْمَ الْکُرْدِیِّ عَنْ زَیْنِ الْعَابِدِیْنَ عَنْ اَبِیْہِ عَبْدِ الْقَادِرِ عَنْ جَدِّہٖ یَحْیٰی عَنْ جَدِّہٖ الْمُحِبِّ عَنْ عَمِّ اَبِیْہِ اَبِی الْیُمْنِ عَنْ اَبِیْہِ شِہَابِ اَحْمَدَ عَنْ اَبِیْہِ رَضِیِّ الدِّیْنِ عَنْ اَبِی الْقَاسِمِ عَنِ السَّیِّدِ اَبِیْ مُحَمَّدٍ عَنْ وَالِدِہٖ اَبِی الْحَسَنِ عَنْ وَالِدِہٖ اَبِیْ طَالِبٍ عَنْ وَالِدِہٖ اَبِیْ عَلِیٍّ عَنْ اَبِی الْقَاسِمِ عَنْ وَالِدِہِ الْحُسَیْنِ عَنْ وَالِدِہٖ جَعْفَرٍ عَنْ اَبِیْہِ عَبْدِ اللّٰہِ عَنْ اَبِیْہِ زَیْنِ الْعَابِدِیْنَ عَنْ اَبِیْہِ الْاِمَامِ الْحُسَیْنِ عَنْ اَبِیْہِ عَلِیِّ ابْنِ اَبِیْ طَالِبٍ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمْ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ :

ترجمہ: کہتا ہے فقیر ولی اللہ عفی عنہ کہ بیان کیا میرے روبرو ابو طاہر مدنی نے اپنے باپ شیخ ابراہیم کردی سے اور انہوں نے زین العابدین سے اور انہوں نے اپنے باپ عبد القادر سے اور انہوں نے اپنے دادا یحیٰ سے اور انہوں نے اپنے دادا محب سے اور انہوں نے اپنے باپ کے چچا ابوالیمن سے اور انہوں نے اپنے باپ شہاب احمد سے اور انہوں نے اپنے باپ رضی الدین سے اور انہوں نے اپنے باپ رضی الدین سے اور انہوں نے ابوالقاسم سے اور انہوں نے سید ابی محمد سے اور انہوں نے اپنے باپ ابی الحسن سے اور انہوں نے اپنے باپ ابوطالب سے اور انہوں نے اپنے باپ ابی علی سے، انہوں نے ابوالقاسم سے انہوں نے اپنے والد حسین سے انہوں نے اپنے باپ جعفر سے انہوں نے اپنے باپ عبداللہ سے، انہوں نے اپنے باپ زین العابدین سے، انہوں نے اپنے باپ حسین سے انہوں نے اپنے باپ علیؓ بن ابی طالب سے کہا انہوں نے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے :

① دید و شنید :

لَیْسَ الْخَبَرُ کَالْمُعَایَنَۃِ

خبر دیکھنے کے برابر نہیں!

تشریح :

سنی ہوئی بات، دیکھی بھالی بات جیسی نہیں ہوتی ——— اس کے یہ معنی نہیں کہ خبر غلط ہی ہوتی ہے۔ بلکہ یہ ہے کہ گو دونوں صحیح ہو سکتی ہیں لیکن مشاہدہ یقین سے زیادہ قریب ہوتا ہے۔

② لڑائی داؤ پیچ کا نام ہے : اَلْحَرْبُ خُدْعَةٌ

لڑائی دھوکے کا نام ہے

تشریح :

جنگی خفیہ تدابیر اور داؤ پیچ کو "خدعہ" (فریب - دھوکہ) سے تعبیر کیا گیا ہے جس میں بدعہدی شامل نہیں ہے - بہرحال ایک فریق، دوسرے فریق کو مات دینے کے لئے ہر وہ چال چلتا ہے جو وہ اپنے لئے مفید تصور کرتا ہے - فریق مخالف کو اندھیرے میں رکھ کر شکست دینا بھی ایک جنگی تدبیر اور چال ہے - اور یہی "خدعہ" ہے -

③ آئینہ مسلم : اَلْمُسْلِمُ مِرْاٰةُ الْمُسْلِمِ

ایک مسلمان دوسرے مسلمان کا آئینہ ہے

تشریح :

ایک پاکیزہ مسلمان کو دیکھ کر دوسرا مسلمان اپنا جائزہ لینے کی توفیق پاتا ہے - دوسرا یہ کہ مسلمان دوسرے بھائی کی اصلاح میں مداہنت نہیں کرتا، ہو بہو اس کو اس کی تصویر دکھا دیتا ہے - اس کے ایک معنے یہ بھی ہو سکتے ہیں کہ : اصلاح منظور ہے تو اس کی کمزوریوں کا ڈھنڈورا نہ پیٹا جائے بلکہ درپردہ اس کی اصلاح کی جائے - جس کا علم صرف اسے ہو، دوسرے کو نہ ہو ____ مسلم کی فضیحت دراصل شخصیت کشی کے مترادف ہے -

④ مشورہ دینا : اَلْمُسْتَشَارُ مُؤْتَمَنٌ ____ !

جس سے مشورہ لیا جائے اسے امانتداری لازم ہے

تشریح :

یعنی مشورہ پوری ایمانداری کے ساتھ دیا جائے جس میں خیر خواہی کا جذبہ کارفرما ہو، اگر اس سلسلے میں "صحیح بات کا علم نہ ہو تو لاعلمی کا اظہار ہی "ایمانداری" ہے -

⑤ امر بالمعروف : اَلدَّالُ عَلَى الْخَيْرِ كَفَاعِلِهٖ

نیک کام بتانے والا نیکی کرنے والے کے برابر ہے

تشریح :

تارکِ نماز کو نماز پڑھانا، شراب نوش کو اس سے توبہ کرانا بجائے خود بڑی نیکی ہے - امر بالمعروف اور نہی عن المنکر اس موضوع کے دو بڑے عنوان ہیں - آپ کے کہنے پر جتنی کوئی نیکی کرے گا یا جس قدر وہ

برائی سے بچے گا، اس کے برابر آپ کو اجر و ثواب ملے گا۔ اور آپ کے کہنے پر یہ سلسلہ جتنا آگے بڑھے گا اتنا ہی آپ کو بھی اسی حساب سے، اس میں سے حصہ ملے گا۔ یہی وجہ ہے کہ معلم اور واعظ کا پلہ سب سے بھاری رہے گا۔ کیونکہ چراغ سے جتنے چراغ جلیں گے روشنی اتنی بڑھے گی۔

⑥ اظہارِ ضرورت پردہ میں: اِسْتَعِيْنُوْا عَلَى الْحَوَائِجِ بِالْكِتْمَانِ

احتیاج کے سلسلہ میں چھپا کر مدد مانگو!

تشریح:

پتا بجائے خود بڑی مصیبت ہے لیکن اپنی بپتا کسی سے جا کر کہنا اور بڑی بپتا ہے۔ احتیاج شیروں کو روبہ (لومڑی) بنا دیتی ہے۔ اس سے شخصیت کا بھرم کھل جاتا ہے۔ انسان کی انا اور خودی کو بڑا دھچکا لگتا ہے اس کے باوجود بعض اوقات کسی سے کہے بغیر چارہ بھی نہیں ہوتا۔ اس لئے فرمایا: کسی سے کچھ کہنا ہے تو چپکے سے کہو اور جس سے کہنا ہو وہ بھی انسان ہو، تیس مار خاں نہ ہو کہ آپ کی مدد کر کے اپنی دوکان ہی چمکاتا پھرے یا مدد کی بجائے مزید آپ کی فضیحت کا سبب بن جائے۔

⑦ دوزخ سے بچنے کی فکر کرو: اِتَّقُوا النَّارَ وَلَوْ بِشِقِّ تَمْرَةٍ

دوزخ سے بچو، آدھا ہی چھوہارہ دے کر!

تشریح:

اللہ کی راہ میں جو کچھ خرچ کیا جاتا ہے وہ دوزخ سے بچاؤ کا ذریعہ بن جاتا ہے، اس لئے فرمایا: کہ ضروری نہیں، منوں اور ٹنوں کے برابر ہو، کھجور کا آدھا ٹکڑا ہی سہی، جتنا بن پڑتا ہے راہِ خدا میں اب دے ڈالئے کل آپ کے کام آئے گا، ان شاء اللہ!

⑧ دنیا جیلخانہ ہے: اَلدُّنْيَا سِجْنُ الْمُؤْمِنِ وَجَنَّةُ الْكَافِرِ

دنیا مومن کے لئے قید خانہ ہے اور کافر کے لئے بہشت ہے!

تشریح:

بے خدا جیتا کچھ مشکل نہیں ہے کیونکہ وہ ہر طرح آزاد ہوتا ہے لیکن جب وہ دنیا سے نکلتا ہے تو اس کا اب بہشت کے بعد دوزخ ہو سکتا ہے۔ اور جو لوگ با خدا جیتے ہیں، ان کے لئے یہ دنیا "پابندیوں" کی دنیا ہے۔ بالکل یوں جیسے جیل خانہ۔ کیونکہ اس کے سامنے قدم قدم پر یہ سوال ہوتا ہے کہ یہ قدم اٹھانا جائز ہے یا ناجائز؟ اس سے خدا خوش ہوگا یا ناراض؟ اس لئے جب دنیا سے رخصت ہوتا ہے تو یوں ہوتا ہے جیسے قید سے کوئی رہا ہوتا ہے۔ دوزخ سے نکل کر جیسے بہشت میں آ گیا ہو۔ جبکہ کافر کا معاملہ اس کے

بالکل برعکس ہوتا ہے۔

⑨ شرم وحیا: اَلْحَيَاءُ خَيْرٌ كُلُّهٗ
شرم سراسر بہتر ہے!

تشریح:

خیر کے کاموں میں شرم وحیا کی باتیں ایک بحر بے کراں ہیں یا اس امر کی غماض کہ : اس کے شب و روز دین سے مختلف ہیں اور اسلام کے سلسلے میں اس کا تعلق خام ہے۔ جہاں تک "برے اور عریاں" امور سے کسی کے قلبی انقباض کی بات ہے اسے تو سراپا خیر ہی تصور کیا جانا چاہیئے۔ کیونکہ یہ بات ہر مرحلہ پر اور ہر رنگ میں مطلوب ہے۔

⑩ قول و اقرار: عِدَةُ الْمُؤْمِنِ كَاَخْذِ الْكَفِّ
ایماندار کا وعدہ کرنا، جیسا کہ ہاتھ کا پکڑ لینا ہے

تشریح:

مومن زبان کا پکا ہوتا ہے ورنہ اس کے کلمے کا بھی اعتبار نہ رہے کیونکہ یہ بھی خدا سے ایک عہد، ایک وعدہ اور ایک اقرار ہے۔ جس طرح کلمے کا پاس ہے، اسی طرح اسے اپنی زبان کے بول کا بھی پاس ہوتا ہے اور ہونا بھی چاہیئے!

⑪ بائیکاٹ: لَا يَحِلُّ لِمُؤْمِنٍ اَنْ يَّهْجُرَ اَخَاهُ فَوْقَ ثَلٰثَةِ اَيَّامٍ
ایماندار کو درست نہیں کہ تین دن سے زیادہ اپنے بھائی سے علیک سلیک چھوڑے

تشریح:

اسلامی غصے (البغض للہ) کے سوا باقی جتنے غصے ہیں، سب وقتی قسم کے ہو سکتے ہیں۔ اگر انہیں کوئی شخص لازوال بنا دیتا ہے تو وہ دراصل ایک نئے "دین الٰہی" کی طرح ڈالتا ہے جو بہرحال جائز نہیں ہے۔ اس لئے فرمایا کہ اگر بھائی بھائی باہم لڑ پڑے ہیں تو زیادہ سے زیادہ تین دن تک غصہ رکھ سکتے ہیں۔ تین دن کے بعد انہیں غصہ تھوک دینا چاہیئے کیونکہ اس سے ملّی وحدت کو نقصان پہنچ سکتا ہے۔ مسلم اپنی نجی اور خالص نفسانی آتش غضب کی خاطر ملی وحدت کے لئے خطرہ بننے کے لئے تیار نہیں ہو سکتا اور نہ ہونا چاہیئے ———— ویسے بھی محدود دائرہ کی حد تک بھی ایک بھائی دوسرے بھائی کے پہلو میں تیر و نشتر بن کر اس کے چین و آرام کو غارت کرے، مسلمانی نہیں ہے۔

⑫ دھوکا اور فریب لَیْسَ مِنَّا مَنْ غَشَّنَا

وہ ہم سے نہیں جو ہمیں دھوکا دے

تشریح :

فریبِ شرک ہو یا سرابِ بدعت، معاملہ میں دھوکے کا فسانہ ہو یا فریبِ نفس اور فکر و عمل میں مکر و خدع کا کوئی انداز، اسلام ان سب کے خلاف سیفِ براں ہے اور مسلم کی ہر سعی و کوشش ان کے خلاف جہادِ پیہم۔ اب بھی اگر زندگی کے کسی گوشہ میں مکر و خدع، فریب اور دھوکے کی کوئی گنجائش رکھتا ہے تو ظاہر ہے وہ رسولِ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے حلقہ بگوشوں میں سے نہیں ہو سکتا۔ دینِ اسلام کے بارے میں جہاں یہ آیا ہے کہ "لَیْلُهَا کَنَهَارِهَا" (اس کی راتیں بھی دن کی مانند ہیں) وہاں دھوکہ اور فریب کو سر چھپانے کیلئے کیسے گنجائش مہیا کی جاسکتی ہے؟ —— اگر آج دھوکہ اور فریب نہ رہے تو صفحۂ ہستی سے بدی کا وجود ہی مٹ جائے بلکہ دو دلوں کے درمیان "بے اطمینانی" کی جو فضا پیدا ہو جاتی ہے، اسکے امکانات بھی معدوم ہو جائیں۔

⑬ جو کفایت کرے کافی ہے؛ مَاقَلَّ وَکَفٰی خَیْرٌ مِمَّا کَثُرَ وَاَلْهٰی ——!

جو چیز تھوڑی ہو اور کفایت کرے، اس سے بہتر ہے جو بہت ہو اور غافل بنا دے۔

تشریح :

بات غذا کی نہیں پیٹ کی ہے، تھوڑی ہو اور آسودگی بخشے۔ بہتر ہے اس سے کہ وافر ہو تو پیٹ پھاڑ دے یہی کیفیت زندگی کی اصل روح کی ہے کہ اگر بہتات اس کے لئے فتنہ ثابت ہو سکتی ہے تو اس سے تھوڑی بہتر ہے یہ سلمانی ہے۔ اگر کثرت، دین و ایمان کے لئے قوت کی باعث ہو تو اب قلت سے یہ کثرت بہتر۔ اسے "سلیمانی" کہتے ہیں۔ تاہم معنوی اور اخروی لحاظ سے "عیشِ فراواں" کم ہی سود مند نکلا ہے۔ اس لئے بہتری اسی میں ہے کہ بندا سے "عیش فراواں اور کثرتِ مال و منال" کے امتحان کی تمنا ہی نہ کرے۔ پیغمبر بے داغ ہوتے ہیں، دنیا ان پر اثر انداز نہیں ہو سکتی لیکن اس کے باوجود حضورؐ فرماتے ہیں کہ حضرت سلیمان علیہ الصلوٰۃ والسلام تمام انبیاء علیہم السلام کے بعد ہی بہشت میں داخل ہوں گے اور صحابہؓ میں یہی معاملہ حضرت عبد الرحمٰنؓ بن عوف سے ہوگا۔ (الاکتساب للامام محمدؒ)

⑭ ہبہ کرکے واپس لینا؛ اَلرَّاجِعُ فِیْ هِبَتِهٖ کَالرَّاجِعِ فِیْ قَیْئِهٖ!

دی ہوئی چیز کو واپس لینے والا ایسا ہے جیسا قے کرکے چاٹ لینے والا۔

تشریح:

جب کوئی شخص کسی کو کوئی چیز ہبہ کر دیتا ہے بخشش کر دیتا ہے، وہ چیز اب اس کے دائرۂ ملکیت سے خارج ہو جاتی ہے۔ شرعاً، اخلاقاً اور قانوناً وہ اسے واپس لینے کا حق نہیں رکھتا۔ اگر کوئی شخص ایسی ذلیل حرکت کرے بھی تو وہ غاصب کہلائے گا۔ اس کے علاوہ اس کی مثال وہ ہوگی جو ایک کتے کی ہو سکتی ہے جو قے کر کے پھر اسے چاٹ لیتا ہے۔ یہ بات نہ صرف شرعاً ناپسندیدہ ہے، عالی ظرفی کے بھی منافی ہے۔

(۱۵) بات کی ذمہ داری: اَلْبَلَاءُ مُوَکَّلٌ بِالْمَنْطِقِ!

بلا بولنے پر موقوف ہے!

تشریح:

زبان سے جو بول نکلتا ہے، بولنے والے پر اس کی ذمہ داری عائد ہوتی ہے:

"مایلفظ من قول الا لدیہ رقیب عتید" (پ ۲۶۔ ق ع ۲)

"کوئی بات (انسان) منہ سے نہیں نکالنے پاتا مگر ایک چوکیدار اس کے پاس (لکھنے کو) تیار رہتا ہے۔"

بہرحال جب تک کوئی چپ رہتا ہے اس سے کوئی نہیں پوچھتا کہ کیا بولے اور کیوں بولے؟ جب زبان چلاتا ہے تو اس سلسلہ کے نتائج کی ذمہ داری بھی اسے اپنے سر لینی پڑ جاتی ہے۔ اس لئے ضروری ہے کہ جو بات کہے سوچ سمجھ کر کہے۔

(۱۶) جیسے کنگھی کے دندانے: اَلنَّاسُ کَاَسْنَانِ الْمُشْطِ!

لوگ (ایسے ہیں) جیسے کنگھی کے دندانے

تشریح:

ایک اور روایت میں "الناس سواء" آیا ہے۔ غرض یہ ہے کہ: جیسے کنگھی کے دندانے یکساں حیثیت رکھتے ہیں، اسی طرح بحیثیت "ابن آدم" سب یکساں ہیں۔ ان میں پیدائشی طور پر اونچ نیچ کا تصور بالکل غلط ہے۔ الا بالتقوٰی، کما قال اللہ تعالیٰ:

"ان اکرمکم عند اللہ اتقاکم" (قرآن حکیم)

اس کے دوسرے معنے یہ بھی ہو سکتے ہیں کہ بکھرے اور میلے بالوں کی اصلاح کا دارومدار کسی ایک دندانے پر نہیں ہے بلکہ سب پر یکساں ہے۔ اسی طرح ابن آدم بھی اگر اپنی نوعی اور اجتماعی الجھنوں کو سلجھانا چاہے تو اس کیلئے سب کو کنگھی کے دندانوں کی طرح متحد ہو کر رہنا پڑے گا۔ اور جس طرح ایک دندانہ کچھ نہیں کر سکتا بلکہ ٹوٹ جاتا ہے اسی طرح عوام الناس اگر ایک دوسرے سے کٹ کر رہیں تو ان کی قوت منتشر ہو جائے گی اور

وہ اتحاد کی برکتوں سے نہ صرف محروم رہیں گے بلکہ اپنا وجود کھو بیٹھیں گے۔

(۱۷) دل کی تونگری: اَلْغِنٰی غِنَی النَّفْسِ

بے پرواہی وہ جو دل کی بے پرواہی ہو

تشریح:

یعنی اگر دل سیر نہیں ہے تو ہمالیہ کے برابر بھی سونا میسر ہو تو وہ کمبخت پھر بھی بھوکا ہی رہے گا۔
اگر دل کی دنیا سیر ہے تو نانِ جویں کھا کر بھی شاہ نظر آئیگا۔

اصل میں لوگوں نے جس چیز کو دل کا چین قرار دیا ہے، وہی ان کی بے اطمینانی کا موجب بھی ہے۔ کیونکہ زندگی کا مصرف دادِ عیش پانا نہیں بلکہ جی کر زادِ راہ تیار کر کے خدا کے حضور سرخرو ہونا ہے — کیونکہ یہ دنیا ڈیرہ جمانے کے لئے نہیں ہے بلکہ یہ ایک پل ہے جس کے پار پہنچ کر دم لینا ہے۔ اگر کوئی شخص اس نکتے کو پالیتا ہے تو دل کا وہ غنی رہ سکتا ہے ورنہ دوزخ کی طرح "ھل من مزید" کہے گا لیکن تاقیامت سیر نہیں ہوگا۔

(۱۸) خوش قسمت: اَلسَّعِیْدُ مَنْ وُّعِظَ لِغَیْرِہٖ۔!

نیک بخت وہ جو دوسرے کا حال دیکھ کر آپ بیدار ہو جائے

تشریح:

جو شخص دوسروں کے حالِ زار سے سبق لے کر سنبھل جاتا ہے وہ بڑا ہی خوش قسمت ہے کہ جوتے پڑنے سے قبل سنبھل گیا مگر اس شخص کی بدنصیبی کی کیا حد جو دوسروں کے لئے سرمایۂ عبرت بن کر رہ گیا۔

(۱۹) بعض اشعار حکیمانہ ہوتے ہیں: اِنَّ مِنَ الشِّعْرِ لَحِکْمَۃً وَّاِنَّ مِنَ الْبَیَانِ لَسِحْرًا۔!

یقین کیجئے! بعض شعر (تو) سراسر حکمت ہوتے ہیں اور بعض تقریریں سرتاپا جادو!

تشریح:

بعض اشعار واقعی حکیمانہ، پرمغز اور نہایت معنی خیز ہوتے ہیں۔ اسی طرح بعض تقریریں اور بول انتہائی ساحرانہ تصور کئے جاتے ہیں۔ اور اسی حد تک ان کو داد بھی دی جاسکتی ہے لیکن واقعاتی دنیا میں ان پر کسی فلسفہ اور نظام کی عمارت کھڑی کرنا مشکل ہوتا ہے کیونکہ "ہوا کی دنیا" کی اساس پر واقعاتی دنیا کی بنیادیں اٹھانا ایک انہونی بات ہے۔ اسی لئے اسلام نے دنیائے شعر و ادب کی خاص حوصلہ افزائی نہیں فرمائی۔

(۲۰) ملک کی بقا کی بنیاد: عَفْوُ الْمُلُوْکِ اِبْقَاءٌ لِّلْمُلْکِ ———!

بادشاہوں کی بخشش اور چشم پوشی ملک کے باقی رہنے کا سبب ہے!

تشریح:

سخت گیری سے ایک غیر قدرتی گھٹن پیدا ہوتی ہے جو بالآخر لاوا بن کر جب پھوٹ پڑتی ہے تو اسے اور پوری قوم کے مستقبل کو غارت کر کے رکھ دیتی ہے۔

اگر نرمی، شفقت، اور محبت سے اس کو لے کر کوئی چلتا ہے تو وہ اس کے اقتدار، مفاد اور ملک کی بقا کا وسیلہ بن جاتی ہے۔

اس نرمی سے مراد، قانونی تقاضوں کو نظر انداز کرنا نہیں بلکہ اس سے مراد وہ خوشگوار فضا ہے جو ایک حکمران کی حکمتِ عملی کی بنا پر مملکت میں پیدا ہو جاتی ہے۔

(باقی بیس احادیث ان شاء اللہ آئندہ شمارہ میں)

مسلک اہلحدیث کا داعی کتاب و سنت کا ترجمان

فون نمبر ۳۶۲۰

ہفت روزہ "الاسلام" لاہور

زر سالانہ ۱۵ روپے

ششماہی ۸ روپے

ایڈیٹر: بشیر انصاری ایم۔اے، زیر اہتمام: مرکزی جمعیت اہلحدیث گوجرانوالہ شہر

خط و کتابت اور ترسیل زر کا پتہ: جامعہ محمدیہ، چوک نیائیں۔ گوجرانوالہ

تعارف:

الجامعۃ الکمالیہ

دار الحدیث راجووال

ضلع ساہیوال

(عبد اللہ سلیم ناظم نشر و اشاعت)

جماعت اہلحدیث کا یہ عظیم الشان ادارہ مشہور اڈا لاریاں منڈی راجووال میں، برلب پختہ سڑک، قصور دیپالپور روڈ واقع ہے۔ یہاں سے لاہور، قصور، ملتان، بہاولنگر اور اوکاڑہ کو بسیں چلتی ہیں۔

۱۳۶۸ھ (۱۹۴۹ء) میں مقامی و بیرونی احباب کے مشورہ سے مولانا محمد یوسف صاحب زید مجدہ نے اس درسگاہ کی بنیاد رکھی اور اس کو باقاعدہ ایکٹ نمبر ۲۱ ۱۸۶۰ء کے تحت بنام اہلحدیث رجسٹری کروایا۔

دار الحدیث اپنی مستقل ذاتی عمارت میں واقع ہے جو کہ ساٹھ مرلہ اراضی سے زائد ہے۔ دار الاقامہ کے تیرہ عدد پختہ کمرے تعمیر ہو چکے ہیں اور برآمدہ جات، سٹور، باورچی خانہ اور رہائش گاہ اساتذہ کی تجویز زیر غور ہے۔ جامعہ کی دو منزلہ مسجد زیر تعمیر ہے جس کی تعمیر کے اخراجات کا اندازہ دو لاکھ روپے سے زائد ہے۔

بفضلہ تعالیٰ اس دار العلوم سے فارغ ہونے والے طلبہ ملک کے مختلف علاقوں میں تعلیمی، تدریسی اور تبلیغی خدمات سر انجام دے رہے ہیں۔